سوال

(61) غیر وارث کے لیے وصیت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

1۔ والد گرامی نے بعد وصال اپنے ترکہ میں ایک مکان جدی تقریباً پونے 6 مرلہ اور ذاتی خرید میں ایک چھوٹا سا مکان تقریباً (پونے پانچ) مرلہ ایک بنک بلڈنگ) ذاتی خرید تقریباً سوا دو مرلہ چھوڑا ہے۔

2۔ ہم اس وقت 2 بھائی (جمیل احمد، جلیل احمد) 4، بہنیں اور والدہ ہیں ہم دونوں میاں بیوی (جمیل احمد و بیگم) کے پاس والدین تھے والد گرامی نے وصیت کی کہ جدی مکان سب بہن بھائی آپس میں تقسیم کرلیں اور اسی طرح بنک (بلڈنگ) بھی تقسیم کرلیں۔

3۔ زندگی میں (اپنی حیاتی میں) انھوں نے کہا کہ چونکہ میاں بیوی ہم ابھی زندہ ہیں لہذا چھوٹا مکان (پونے پانچ مرلہ) ہم اپنے حصہ میں رکھتے ہیں۔

4۔ اس چھوٹے مکان کو پھر لکھا کہ ہم میاں بیوی نے جو پونے 5 مرلہ کا چھوٹا مکان رکھا ہے ہم دونوں کی علیحدگی (فوتگی) کے بعد مسمی جمیل احمد اور اس کی اہلیہ زاہدہ کو ملکیت کر دی گئی۔ یہ میں نے ان دونوں میاں بیوی پر تمام تر مہمانوں، رشتہ داروں کے بوجھ کی بنا پر کیا ہے۔ چونکہ یہ مکان میری ذاتی خرید کردہ جائیداد ہے لہذا مجھے حق پہنچتا ہے کہ جمیل اور زاہدہ کو ہم بوڑھوں کی خدمات کے عوض ہی سہی۔ لہذا اس مکان کو تخصیص اور ممیز قرار دیا جائے۔ ہمارے بعد دونوں میاں بیوی (جمیل، زاہدہ) اسے اپنے تصرف وملکیت میں رکھ سکیں گے۔

سوال یہ ہے کہ یہ چھوٹا مکان ہم میاں بیوی کو باقی جائیداد کے علاوہ مل سکتا ہے یا کس طرح تقسیم ہوگی؟ یا کیسے حصے ملے گا؟ اور والدہ کا حصہ کس طرح ہوگا؟ تحریری فتویٰ درکار ہے۔
(جمیل احمد، زاہدہ خانم)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

میت جو مال چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوتی ہے خواہ وہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ اسے ترکہ یا وراثت کا نام دیا جاتا ہے اور اس کی تقسیم سے قبل میت کی جانب سے اگر کوئی وصیت ہو یا قرض ہو تو اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مِن بَعدِ وَصِيَّةٍ يوصى بِها أَو دَينٍ ... ١١ ... سورة النساء

(مفروضہ حصص اس وقت نکالے جائیں گے) جبکہ وصیت جو میت نے کی ہو۔ پوری کر دی جائے اور قرض جو اس پر ہو ادا کر دیا جائے اور یہ بھی یاد رہے کہ وصیت غیر وارث کے حق میں زیادہ سے زیادہ 3/1 تک کی جا سکتی ہے۔ وارث کے لیے وصیت کرنا درست نہیں۔ اس لیے کہ ورثاء کے حصص اللہ وحدہ لا شریک نے متعین کر دیئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ"

(سنن دارمی کتاب الوضایا باب الوصیہ للوارث (3262) ص302 ج2)

"خبردار یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دیا ہے وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔"

یہی حدیث مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، بزار رحمۃ اللہ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ میں بھی موجود ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کتاب الوصایا باب الوصیہ بالثلث میں (رقم الحدیث 2743-2744) میں واضح کر دیا ہے کہ ثلث

(ایک تہائی) مال کی وصیت کی جا سکتی ہے اور ثلث بہت زیادہ ہے لہٰذا تقسیم وراثت سے قبل مرحوم محمد رحمت کی وصیت کے مطابق زاہدہ خانم کو ثلث مال کی وصیت لازم ہوگی اور جو چھوٹا مکان انھوں نے اس کے نام وصیت کیا تھا کل مال کا 3/1) ہے یہ تو اسے ضرور ملے گا اس سے اسے لا تعلق نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اس کا حق شرعی ہے۔ اس کے ساتھ جو اس بیوی کا خاوند ہے وہ چونکہ میت کا وارث ہے اس کا حصہ متعین ہے اور اس کی بیوی چونکہ میت کی غیر وارثہ ہے وصیت صرف اس کے حق میں ہوگی۔ زاہدہ خانم کا خاوند وصیت میں شامل نہیں سمجھا جائے گا۔ میت نے اگر وصیت میں ان کا نام لیا بھی ہو تو زاہدہ کے حصہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ باقی مال سے بیوی کے لیے 8/1 حصہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم ۱۲ ... سورة النساء

اولاد کی صورت میں بیویوں کے لیے آٹھواں حصہ ہے۔ اس کے علاوہ اولاد کی تقسیم لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ کے تحت ہوگی النساء: 11) یعنی ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کی مثل حق ملے گا۔

نوٹ: جمیل احمد زاہدہ خانم کے حصہ کو اس سے چھین نہیں سکتا اور اگر زاہدہ خانم جمیل صاحب کی زندگی میں وفات پا جائے تو زاہدہ کی وراثت سے جمیل کو شرعی حصہ ملے گا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد2۔کتاب المیراث۔صفحہ نمبر 493

محدث فتویٰ